فرضی قصّے کہانیوں اور جُھوٹے لطیفوں سے پاک بچّوں کا میگزین

پندرہ روزہ

رَوضۃُ الاطفال

لاهور پاکستان

139 8 مارچ 2013ء 25 ربیع الثانی 1434ھ

بسم اللہ والا قرآن

قیمت 5 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ الٰہی جل جلالہ

اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سو اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ (سورۃالحج:73)

(اسدالرحمن۔کراچی)

حدیثِ نبوی ﷺ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرلے، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

(صحیح مسلم، مسند احمد)

(بریرہ شاہین محمود، میر پور آف شاہ کوٹ)

پہلی بات

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ننھے مجاہدو......!

کیا حال ہیں......؟ امید ہے کہ ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ امتحانات سے تو اب فراغت ہے تو کیوں نہ آپ کو کچھ مصروفیات بتائی جائیں۔

آپ ان دنوں میں روضۃ الاطفال کے لیے اچھی اچھی تحاریر لکھ کر بھیجیں۔ لیکن آپ ابھی ردی کی ٹوکری کا شکوہ مت کیجئے گا۔ آج آپ کو کچھ راز کی باتیں بتاتے ہیں۔

اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کی تحریر بہت اچھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتی ہے۔ آج آپ کو اس کی وجوہات بتاتے ہیں۔ آپ بھی کیا یاد کریں گے کہ کس حاتم طائی سے پالا پڑا ہے۔

ایسی تحریر جس میں کوئی حدیث یا واقعہ بیان ہوتا ہے لیکن اس پر حوالہ نہیں ہوتا وہ یقیناً ردی کی ٹوکری میں بہترین جگہ پاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ تحریر جس میں حوالہ بھی لکھا ہو لیکن اگر اس کے الفاظ مشکل ہوں تو وہ بھی شائع نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ روضۃ الاطفال ہے یعنی بچوں کا باغ اس لیے بچوں کی اردو تو اتنی مضبوط نہیں ہوتی کہ مشکل اردو پڑھ سکیں۔

لہٰذا روضہ کے تمام لکھاری یہ احتیاط کریں کہ جب بھی تحریر بھیجنی ہے ایک تو حوالے کے ساتھ اور دوسرا آسان الفاظ میں لکھنی ہے۔ اب ان باتوں کو ذرا یاد بھی کرلیں پھر نہ کہیے گا کہ بتایا نہیں......!

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو......!

والسلام

ربنا

مصیبت کے وقت کی دعا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا۔ (مسلم 632/2)

''اور یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی ہی ملکیت ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عطا فرما'' (آمین)

(عبداللہ عبید۔لاہور)

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط وکتابت کیلئے: پی او بکس نمبر 102 جی پی او لاہور/ ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مسکراہٹیں

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے مگر ہنسی مذاق میں بھی حق بات کہتے تھے۔ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔مسجد نبوی میں داخل ہوا تو اس نے اپنی اونٹنی مسجد کے صحن میں باندھ دی۔بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدنا نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا: بڑا اچھا ہوتا آپ اسے ذبح کرتے اور ہم اس کا گوشت کھاتے۔آج گوشت کھانے کی بڑی خواہش ہورہی ہے۔رسول اللہ ﷺ اس کا تاوان تو دے ہی دیں گے۔اس کے بعد سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا۔دیہاتی جب باہر نکلا اپنی سواری کو ذبح کیا ہوا دیکھ کر چیخ پڑا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ! میری اونٹنی ذبح کردی گئی ہے، نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ جواب ملا نعمان رضی اللہ عنہ نے۔آپ پوچھتے ہوئے ان کی تلاش میں نکلے تو انہیں سیدنا زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پایا۔نعمان رضی اللہ عنہ وہاں ایک گڑھے میں چھپ گئے اور اپنے پر کھجور کی ٹہنیاں ڈال لیں تھیں۔ایک شخص نے اشارے سے بتایا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے انہیں نہیں دیکھا ہے اور یہ کہتے ہوئے جہاں نعمان رضی اللہ عنہ چھپے ہوئے تھے اس طرف اشارہ کردیا۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں باہر نکالا تو کھجور کی ٹہنیاں وغیرہ گرنے سے ان کا چہرہ بدل گیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! جن لوگوں نے آپ کو میرے بارے بتایا ہے انہوں نے ہی مجھے اس چیز کا مشورہ دیا تھا۔اس پر نبی ﷺ ان کے منہ سے گرد وغبار جھاڑنے لگے اور ہنسنے لگے اور آپ ﷺ نے دیہاتی کو اونٹنی کا تاوان دے دیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ تجارت کی غرض سے بصریٰ کا رخ کیا۔ان کے ہمراہ سیدنا نعمان اور سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ بھی تھے۔یہ دونوں بدری صحابی تھے سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ کے پاس زادراہ تھا۔نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کھلاؤ۔انہوں نے کہا کہ میں اس وقت کھلاؤں گا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئیں گے۔سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بہت ہنسنے والے اور مذاق کرنے والے تھے۔وہ کچھ لوگوں کے پاس گئے جو اونٹ لادے جارہے تھے اور ان سے کہا: مجھ سے ایک ذہین عربی غلام خریدو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بہت چرب زبان ہے شاید یہ کہے کہ میں آزاد ہوں۔اگر اس بنا پر نہ لو تو پھر رہنے دو۔انہوں نے کہا کہ نہیں ہم انہیں خریدیں گے۔چنانچہ ان لوگوں نے دس اونٹنیوں کے عوض اس غلام کو خرید لیا۔سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ ان اونٹنیوں کو ہانکتے ہوئے لے آئے اور کہا دیکھو! یہی غلام ہے۔سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور میں آزاد ہوں۔انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے بارے میں خوب معلوم کیا ہے۔چنانچہ ان لوگوں نے ان کی گردن میں رسی ڈالی اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہیں معلوم ہوا تو وہ مسکرانے لگے اور اپنے رفقاء کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گئے۔ان کی اونٹنیاں واپس کیں اور سویبط رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔پھر لوگوں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو سنایا تو نبی ﷺ اور مجلس میں بیٹھے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسکرانے لگے۔

(انتخاب: حافظ طلحہ عاصم۔گوجرانوالہ)

شیر سے مقابلہ

شام کے شہر مدائن کے ایک حصے کو ''بُرہ شیر'' کہا جاتا ہے۔اسی شہر میں کفار کے کمانڈر نے ایک خونخوار شیر پال رکھا تھا جسے خاص طور پر جنگ کی تربیت دی گئی تھی۔اسلامی لشکر جب قادسیہ کو فتح کرنے کے بعد دشمن کا پیچھا کرتے ہوئے مدائن پہنچا تو دشمنوں کا لشکر پوری تیاری کے ساتھ وہاں موجود تھا۔وہ کافر جو اپنی سلطنت کو بچانے کے لیے جان و مال قربان کرنے کی قسمیں کھایا کرتے تھے۔جنگ شروع ہوئی تو کفار نے مسلمانوں کی جرات و بہادری کو دیکھتے ہوئے خود مقابلہ کرنے کی بجائے اس خونخوار شیر کو چھوڑ دیا۔شیر چنگھاڑتا ہوا،غراتا ہوا غصے میں اسلامی لشکر پر حملے کے لیے آگے بڑھا۔اسلامی لشکر کے اگلے دستے کی کمان سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کررہے تھے۔

اب یہ اللہ کا بہادر سپاہی ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ اور خونخوار شیر دونوں آمنے سامنے تھے۔بہادری کی ایک نئی مثال قائم ہونے والی تھی۔دنیا نے اس سے پہلے انسانوں کو لڑتے اور ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرتے دیکھا تھا۔لیکن یہ معرکہ بہت ہی عجیب تھا کہ اس میں ایک طرف انسان تو دوسری طرف جنگل کا بادشاہ،خونخوار درندہ شیر (جنگی تربیت لیے ہوئے) حملہ کرنے کو تیار تھا۔کفار دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کہ یہ شیر ابھی جھپٹے گا اور مسلمانوں کے سپہ سالار کی بوٹی بوٹی کردے گا۔لیکن دوسری طرف مسلمانوں کے دلوں میں کوئی خوف و ڈر نہ تھا۔وہ مطمئن تھے۔مشرک دیکھ رہے تھے کہ مسلمان کس قدر بے خوف اور بہادر ہیں آج پتہ چل جائے گا۔

اسی لمحے شیر آگے بڑھا اور حملہ کرنے کے لیے اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے آتش فشاں سے پہاڑ کا ٹکڑا اڑتا ہے۔دوسری طرف اللہ کے یہ بہادر سپاہی ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بھی تیار تھے۔مقابلہ بڑا دلچسپ تھا۔پھر بجلی سی چمکی اور اس مجاہد کی تلوار ہوا میں لہرائی اور فضا ہی فضا میں شیر کے دو ٹکڑے ہوگئے۔اسلامی لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔خوشی کے اظہار کے لیے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہونے لگے۔ہر سپاہی حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی جرات و بہادری پر داد دے رہا تھا۔ان کی تلوار کو آنکھوں سے داد دے رہا تھا جس سے انہوں نے شیر کے دو ٹکڑے کیے تھے۔سیدنا ہاشم رضی اللہ عنہ کے چچا نے انہیں گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو چوم لیا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی کفار سے مقابلے کے لیے اپنی تیاری کو ایسا بنانا ہے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی ایک ہی وار میں زیر ہوجائے۔

(بدر سدید۔کراچی)

اسلام کی خاطر

جب نبی اکرم ﷺ نے دعوتِ توحید ورسالت کا آغاز کیا تھا تو یہ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے پہلے پہل اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ ان خوش نصیب ہستیوں میں بھی شامل تھے جنہیں زبان اطہر ومقدس سے یہ مژدہ سننے کو ملا تھا کہ ''فلاں، جنتی ہے ......فلاں جنتی ہے'' آپ رضی اللہ عنہ کے بارے بھی یہی مبارک لفظ خیر البشر ﷺ کی زبان سے نکلے تھے۔ اسلام سے قبل آپ کا نام عمرو تھا......لیکن اب آغوش اسلام میں آ پناہ لی تو رحمت دو جہاں نے آپ کا نام عبد الرحمٰن رکھ دیا......آپ ان افراد میں بھی شامل تھے جنہوں نے دار ارقم میں بیٹھ کر محمد عربی ﷺ سے تعلیم و تربیت پائی تھی......!

آپ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے دو روز بعد اسلام قبول کیا ......!

جب اسلام قبول کیا......تو پھر راہ حق میں آنے والی وہ تمام مصیبتیں اور تکالیف برداشت کیں جو ابتدائے اسلام کے اولوالعزم مسلمانوں نے کی تھیں......!

لیکن آپ کا صبر کمال تھا......تحمل وثابت قدمی بے مثال تھی......! جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو آپ بھی ان مہاجروں میں شامل تھے جو اسلام کی خاطر ہجرت کی راہوں پر چلے......!

بعد ازاں جب کفار مکہ کی طرف سے مظالم میں کوئی کمی نہ آئی۔ تو اپنے راہبر ورہنما کے حکم پر ہجرت کرنے والوں میں بھی سرفہرست تھے۔ ہر چیز کی قربانی دے کر فقط ایمان کی دولت بچا کر مدینہ طیبہ پہنچے۔ جب پیارے نبی ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کیا تو آپ کا رشتہ اخوت حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری سے قائم ہوا......!

آپ کا ساتھی عرض کرنے لگا کہ میں مالدار ہوں ......ہر چیز کی فراوانی ہے، باغ ہیں......دو بیویاں ہیں......میں ایک کو طلاق دیتا ہوں تم اس سے شادی کرلو! لیکن یہ صحابیٔ رسول ﷺ......دنیا میں جنت کا مکین ہونے کی بشارت پانے والا رب کا محبوب بندہ گویا ہوا!!

پیارے بھائی!

مجھے بازار کا راستہ دکھادو......میں محنت مزدوری کر کے کماؤں گا تو زیادہ بہتر اور برکت ہوگی......!

راہ ہجرت کا راہی......گھر بار چھوڑ کر پردیس میں بسنے والا یہ عظیم انسان تجارت کے پیشے سے وابستہ ہوگیا ......رازق کائنات نے کاروبار میں برکت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں امیر ہوگئے......! پھر شادی کی اور بیوی کو حق مہر میں سونے کی ڈلی (ٹکڑا) دی......!

پیارے نبی ﷺ جب راہ جہاد میں اللہ کے حکم سے نکلے تو 2 ہجری میں غزوہ بدر کے میدان میں حق جہاد ادا کرتے ہوئے مقابلہ میں آنے والے دشمن دین عمیر بن عثمان کا سرتن سے جدا کردیا تھا......!

یہ وہ عظیم انسان تھے کہ غزوہ احد میں جب لشکرِ اسلام میں اپنی غلطیوں کی وجہ سے کچھ افرا تفری پھیل گئی اور کچھ لوگ ڈگمگانے لگے تو یہ مانند چٹان ڈٹے رہے......! جب جنگ کے بادل چھٹ چکے تو ان کے جسم پر بیس سے زائد گہرے گھاؤ تھے......!

اس مجاہد نے مالی تعاون میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ لشکر ترتیب دیا جا چکا تھا......دشمن کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ پیارے نبی ﷺ نے جہاد فنڈ کی اپیل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً دو ہزار دینار لا کر نبی ﷺ کے پاس ڈھیر کردیئے۔ پیارے نبی ﷺ کے مبارک لبوں پر حرکت ہوئی:

''عبدالرحمٰن! جو لایا ہے اللہ قبول کرے اور جو چھوڑ آیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا کرے''

نبی کی دعائے برکت تھی کہ جب تبوک کا موقع آن پہنچا ...... ایسا غزوہ جو مسلمانوں نے سخت گرمی اور آزمائش کی حالت میں لڑا تھا......گرمی عروج پر تھی ......فصلیں تیار تھیں......لشکر اسلام مالی کمی کا شکار اور سواریوں کا فقدان بھی تھا......!

یہ وہ وقت تھا کہ اہل ایمان پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں آکر جہاد میں شرکت کی اجازت مانگ رہے تھے مگر پیارے نبی ﷺ کے پاس سواری نہ ہونے کی وجہ سے درخواستیں مسترد ہو رہی تھیں......! یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کے لیے روانہ ہونے والے لشکر کو تاریخ میں ''جیش العسرۃ'' کے نام سے جانا جاتا ہے......!

اس کڑے وقت میں جب رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ آج جو شخص اپنا مال خرچ کرے گا اللہ کے ہاں بہت اجر پائے گا تو عبد الرحمٰن نے متاع کل لا کر پیارے نبی ﷺ قدموں میں ڈھیر کردی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عبدالرحمٰن گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ: اس سے بہتر چھوڑ کر آیا ہوں......! پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اس خرچ پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ نہیں کیا......؟؟ جیش العسرہ کی تیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اس انسان کی شان بھی اللہ نے کتنی بلند کی تھی کہ لشکر تبوک کی طرف نکل گیا......! نماز کا وقت آن پہنچا......

پیارے نبی ﷺ تشریف لے آئے اور جماعت میں شامل ہو گئے اور نماز عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اقتداء میں ادا کی ......! میرے نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: میرے بعد صرف وہی لوگ تمہاری خدمت بجا لائیں گے جو صابر و شاکر ہوں گے......! اور یہ اعزاز بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نصیب میں آیا...... امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو آپ پر بلا کا اعتماد تھا اور آپ رضی اللہ عنہ ان کے امور کا انتظام فرمایا کرتے تھے......!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دعا کیا کرتی تھیں: الٰہی جو کچھ تو نے انہیں عطا کیا اس میں برکت عطا فرما اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازنا'' صدیقہ کائنات مزید یہ دعا کیا کرتی تھیں: الٰہی! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے ٹھنڈے میٹھے چشموں سے پانی پلانا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کی تعظیم اور حسن سلوک کا اعزاز تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتیں! عبدالرحمٰن جنت میں خوشی سے اچھلتے ہوئے داخل ہوگا......!

اتنے اعزازات...... بشارتیں......!! مال و دولت کی فراوانی ہے لیکن تقویٰ و انکساری کا یہ عالم ہے کہ ظاہری حالت کی فقیرانہ ادا میں کوئی کمی نہیں آئی اپنے غلاموں کے درمیان پہچانے نہ جاتے تھے......! کہ غلام کون اور آقا کون......؟

انداز فکر کتنا اعلیٰ ہے۔ایک مرتبہ دسترخوان پر تشریف لائے......روزے کی حالت میں تھے...... افطاری کا وقت قریب تھا......مگر کھانا کھانے سے پہلے ان کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو گرنے لگے...... اپنے عظیم ساتھیوں کے چہرے نگاہوں کے سامنے گھوم گئے......

فرمانے لگے: احد کا میدان تھا...... ہمارے ساتھی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے...... یہ وہ صحابی رسول تھے جو قبل از اسلام شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے......عمدہ خوشبو استعمال کرتے تھے......بہترین لباس زیب تن کرتے ......مگر جب اسلام کی پر آزمائش راہوں پر آئے......تو شاہانہ انداز فقیرانہ ہو گیا...... دار ارقم میں معمولی سا لباس جسم پر ہوتا تھا......اور جب احد میں شہید ہوئے تو ہمارے پاس کفن کے لیے اتنا کپڑا نہیں تھا کہ ہم شہید کا سر ڈھانپتے......اگر ایسا کرتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا...... یہ منظر دیکھ کر رہبر کائنات ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور پیارے نبی ﷺ کو مصعب کا وہ دور یاد آ گیا کہ وہ کس ناز بھرے انداز میں رہتے تھے مگر اسلام کے لیے انہوں نے سب کچھ قربان کر دینے سے بھی دریغ نہ کیا......

یہ یادیں اور باتیں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو غمناک کر گئیں اور سوچنے لگے کہ آج ہمارے پاس اتنی مال و متاع کی فراوانی ہو گئی......کہیں ہمیں دنیا میں ہی تو بدلہ نہیں مل گیا......؟ یہ یاد آئی تو زار و قطار رو پڑے...... یہ ان کی حالت تھی جنہیں جنت ملنے کی خوشخبری ملی تھی مگر......؟ اس عظیم صحابی رسول ﷺ نے جب وفات پائی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو لحد میں اتارا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی......! حضرت علی رضی اللہ عنہ گویا ہوئے: اے عبدالرحمٰن! تو نے کھرے حاصل کیے اور کھوٹے مسترد کر دیئے......! اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر رضی اللہ عنہ و رضو عنہ......!!!

اس روئے زمین پر صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے کہ جس جیسی جماعت پہلے آئی نہ تا قیامت آئے گی...... یہ وہ عظیم لوگ تھے جنہیں خالق کائنات نے خود تقویٰ والے، فلاح پانے والے، ایمان والے اور حزب اللہ کہا ہے......!

اور مسلمانوں کو بھی بتلا دیا ہے:

فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ .

''پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

(البقرہ:137)

جنہوں نے اپنی دنیا کو خیر باد کہہ کر آخرت کے سودے کر لیے تھے...... یہ وہ عظیم ہیرے تھے جنہیں رب کائنات نے چن چن کر اپنے نبی ﷺ کا ساتھ بخشا تھا......!

ان کی راہیں کامیابی کی راہیں تھیں۔تبھی کامیابی والی راہ دکھلاتے ہوئے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

ما انا علیه و اصحابه......

اللہ سبحان وتعالیٰ ہمیں بھی ان روشن و کامیاب نقوش کی پیروی کی توفیق بخشے (آمین)

(جویریہ بتول، چکوال)

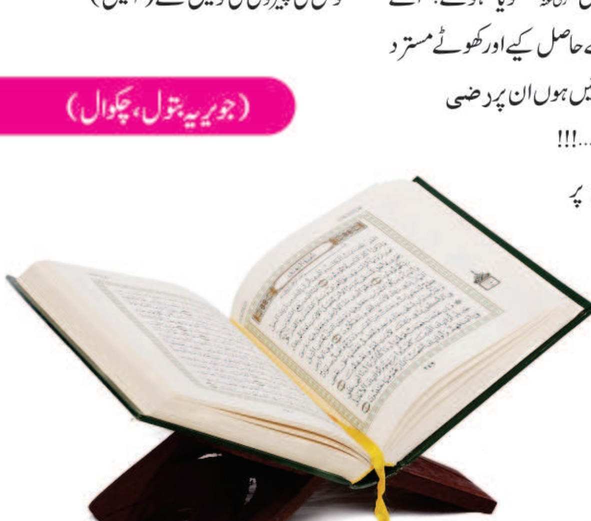

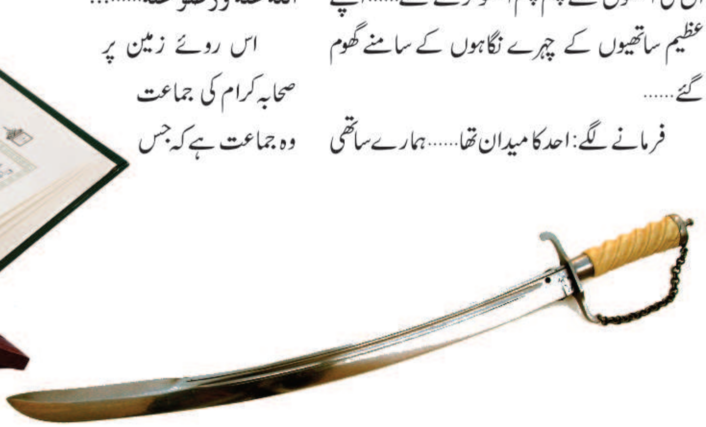

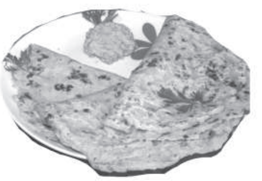

لقمے میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: بلاشبہ شیطان تمہارے کاموں کے وقت حاضر ہوتا ہے، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہوجائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کھانے کے کس لقمے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(نائلہ رفیق، فائزہ حسن۔طیبہ ماڈل سکول مستووال)

سلام کرنے کے آداب

☆ سلام کرنے میں پہل کریں۔
☆ کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔
☆ سلام کہنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔
☆ جسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں سب کو سلام کریں۔
☆ چھوٹے بچے بڑوں کو سلام کریں۔
☆ چلنے والے لوگ بیٹھنے والے لوگوں کو سلام کریں۔
☆ سواری والے لوگ پیدل چلنے والوں کو سلام کریں۔
☆ سلام کا جواب دینے والا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

(مطیعہ اکرم۔گوجرانوالہ)

گلدستۂ روضہ

تعجب ہے

☆اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
☆اس پر جو دنیا فانی کو جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
☆اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
☆اس کو جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
☆اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔
☆اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

(عبدالرؤف مجاہد،عبدالصبور مجاہد۔قصور)

ایک دلچسپ اور مفید قصہ

معاویہ بن حکیم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ جگہ کے آس پاس بکریاں چرایا کرتی تھی۔ایک دن میں بھی ادھر آنکلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔میں بھی بنی آدم میں سے ایک شخص تھا لوگوں کی طرح میرے اندر بھی غصہ تھا۔ میں سے دبا نہ سکا اور اسے ایک تھپڑ مار دیا۔ پھر مجھے افسوس لاحق ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ قصہ سنا دیا۔آپ ﷺ نے اسے بہت ظلم خیال کیا کہ تو نے اس بیچاری پر ظلم کیا ہے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں اسے آزاد کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے کر آ۔ جب وہ آئی تو آپ نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے دوسرا سوال کیا: میں کون ہوں؟ تو وہ کہنے لگی: آپ اللہ کے رسول ہیں۔

تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اسے آزاد کر دے۔ یہ مومنہ عورت ہے۔ (مسلم،ابوداؤد)

(اخت ابتسام ساجد جنجوعہ۔نوکھر اڈا)

ایک یہودی عالم کا عجیب سوال

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کو اپنی ایک انگلی پہ رکھ لے گا اور سب زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ پھر فرمائے گا میں ہی سب کا مالک اور سچا بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ یہودی عالم کی یہ سچی بات سن کر کھل کر ہنس دیئے یہاں تک کے آپ کے مسوڑھے ظاہر ہوگئے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسند احمد ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ یہودی کی زبان سے یہ درست کلمات سن کر ہنسے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتری۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ (الزمر آیت:67)

(صائمہ غفار۔ارزانی پور)

اک ذرا صبر

ضبط کا مشکل پہاڑ سر ہونے کو ہے
اک ذرا صبر کہ دیوار میں در ہونے کو ہے
پھولوں سے کہو ذرا جھوم اٹھیں
زمیں پہ پھر سحر ہونے کو ہے
چھٹ جائے گی شب کی سیاہ چادر
ظلم اب دربدر ہونے کو ہے
جس نے چھین لیے گھر غریبوں کے
وہ زمانے میں بے گھر ہونے کو ہیں
لٹیرا متکبر ظلم کا عادی
بھکاری بن کے بے نور ہونے کو ہے

(سدرہ عندلیب۔قیام پور)

احادیث نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں آپ ﷺ کے سامنے سے گزرا تو میری شلوار نیچے تھی۔آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے عبداللہ! اپنی شلوار اوپر کر میں نے اوپر کی آپ ﷺ نے پھر کہا اور اوپر کر میں نے اور اوپر کی اور اب میں اپنی شلوار کو اوپر ہی رکھتا ہوں لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ: اے عبداللہ! شلوار کتنی اوپر رکھنی چاہیے؟ میں نے کہا کہ تم اپنی شلوار یا تہبند وغیرہ نصف پنڈلی تک رکھا کرو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص کی تہبند یا شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رہ گئی۔وہ شخص جہنم میں داخل ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شخص کی شلوار ٹخنوں سے نیچے رہ گئی آخرت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

(حافظ محمد اسامہ ندیم جاوید۔صفدر آباد)

مجھے دورہ پڑتا ہے

ایک دن حجاج بن یوسف اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تفریح کے لیے نکلے،واپسی میں اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہوگئے۔سامنے دیکھا تو ایک بوڑھا شخص آرہا تھا۔حجاج نے اس کو روکا اور اس سے سوال و جواب شروع کیے۔

حجاج نے یوسف سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟

بوڑھا: فلاں گاؤں سے آرہا ہوں۔

حجاج: تمہارے حاکموں کا کیا حال ہے؟

بوڑھا: حکام بہت برے ہیں،لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور ان کے اموال کو ناحق ہڑپ کر جاتے ہیں۔

حجاج: حجاج کے بارے میں کیا خیال ہے؟

بوڑھا: اس کے بارے میں کیا پوچھتے ہو؟ سرزمین عراق پر اس سے برا حکمراں اس سے قبل نہیں آیا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اس کو غارت کرے اور اسے بھی جس نے اسے والی بنایا۔

حجاج: تجھے معلوم ہے میں کون ہوں؟

بوڑھا: نہیں۔

حجاج: میں ہی حجاج ہوں۔

بوڑھا: میں آپ پر قربان! آپ کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟

حجاج: مجھے نہیں معلوم۔

بوڑھا: میں فلاں بن فلاں بنو عجل کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں مجھے ہفتے میں دو مرتبہ دورہ پڑتا ہے۔جس کے دوران میری زبان سے کیا کیا نکلتا ہے مجھے خود نہیں بھی معلوم نہیں ہوتا اور آج میرے دورے کا دوسرا دن ہے۔

حجاج بن یوسف نے اس کا برجستہ جواب سنا تو ہنس پڑا اور اسے انعام سے نوازا۔

(انتخاب:مبشرہ خورشید۔لاہور)

(حوالہ:سنہرے حروف)

دو قطرے دو نشان

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔

☆ آنسوؤں کا وہ قطرہ جو خوف الٰہی میں گرے۔

☆ خون کا وہ قطرہ جو راہ الٰہی میں گرے۔

☆ وہ نشان جو میدان جہاد میں لگے۔

☆ وہ نشان جو فرائض الٰہی ادا کرتے وقت پڑے۔ (ترمذی،فضائل الجہاد)

(حافظ عمر امین،گوندانوالہ)

سچ ہے کہ یہ جہادی رستہ بہت کٹھن ہے
اس کے مسافروں کی پختہ مگر لگن ہے
بدر و اُحد سے نکلے مر مر کے جینے والے
جام شہادت ابدی ہنس ہنس کے پینے والے
یہ طے ہے کہ اب غزوۂ ہند برپا کریں گے
ہم اسلام کے شاہین آگے بڑھیں گے
طاغوت کی افواج یہ اب ٹوٹ پڑیں گے
تاحدِ نگاہ اب ہم آگے ہی بڑھیں گے

(حافظ ابرار الحق۔ملکہ ہانس ضلع پاکپتن)

شرارت کیجیے مگر.....

عبدالرحمٰن

موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بادل آج کھل کر برسنے کے موڈ میں تھے۔ پانی کے موٹے موٹے قطرے ایک ترتیب سے زمین پر برس رہے تھے۔ بارش میں کھڑے ہو کر آسمان کی طرف دیکھنا مشکل تھا کہ بارش کی بوندیں ساری فضا میں پھیلی ہوئی تھیں۔ جب بادل اپنا سارا بوجھ ہلکا کر چکے تو اچانک ہی بارش تھم گئی۔ چند لمحے پہلے تک لگتا تھا کہ یہ پانی کبھی نہیں رکے گا اور اب یوں لگتا تھا کہ جیسے آسمان کبھی برسا ہی نہیں۔ چند لمحے بعد دھوپ کی سنہری کرنوں نے ماحول کو پھر سے روشن کر دیا تھا۔

میں گھر سے نکلا تو ساری گلی میں پانی کھڑا تھا۔ گھروں کے آگے بنے اونچے نیچے تھڑوں پر قدم رکھتا ہوا میں قریبی چوک کی طرف چلنے لگا۔ قریب پہنچا تو مجھے چند بچے ایک طرف کھڑے شرارتی آنکھوں سے ادھر ادھر تکتے نظر آئے۔ اب جس گھر کے تھڑے پر میں کھڑا تھا، اس کا دروازہ چوک سے کچھ فاصلے پر تھا اور آگے جانے کے لیے مجھے پانی میں اترنا پڑنا تھا۔ ابھی میں ”آگے جاؤں...... نہ جاؤں“ کی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ اچانک دور سے ایک رکشے کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ میں نے غیر ارادی طور پر چوک کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ بچے بھی اس طرف دیکھتے ہوئے کچھ کھسر پھسر میں مشغول تھے۔ ابھی میری نظر ایک طرف سے ہٹی نہ تھی کہ قریبی سڑک سے ایک رکشہ نمودار ہوا اور جونہی چوک کے وسط میں پہنچا، اس کا اگلا ٹائر ایک جھٹکے سے کسی گھڑے میں پھنسا اور ایک زور دار دھماکے سے وہ رکشہ رک گیا۔ چوک میں کھڑے بچوں نے ایک قہقہہ لگایا اور سب اپنے اپنے گھروں کو بھاگ گئے۔

میری نظر ان بچوں سے ہٹ کر جب دوبارہ رکشے پر پڑی تو منظر بہت تکلیف دہ تھا۔ رکشے والے کا سر کسی چیز سے ٹکرایا تھا اور آنکھ کے اوپر ایک گہرا زخم لگا تھا جس سے خون بہہ بہہ کر اسکے کپڑوں کو رنگین کر رہا تھا۔ رکشے کا اگلا شیشہ بھی جھٹکے کی وجہ سے اتر کر سامنے پانی کے اس تالاب میں گرا پڑا تھا۔ وہ تو صد شکر کہ پانی کی وجہ سے ٹوٹا نہیں ورنہ وہ غریب آدمی کیسے اس کے پیسے پورے کرتا۔ میں جلدی سے اس کے پاس پہنچا تو وہ صفائی والے ”میلے کچیلے کپڑے“ سے خون صاف کر رہا تھا۔ اس سے مل کر میں نے رکشے کا اگلا ٹائر چوک کے بیچوں بیچ موجود اس گڑھے سے نکالا اور پھر شیشہ اس کے ساتھ دوبارہ لگوایا۔ میرے حال پوچھنے پر اس نے ”جی میں ٹھیک ہوں“ کہہ تو دیا مگر اس کے خون سے رنگین ہوئے کپڑے اس کے ”ٹھیک ہونے“ کا پتہ دے رہے تھے۔ میرے پٹی کے لیے کہنے کے باوجود وہ جلدی جلدی رکشہ سٹارٹ کر کے وہاں سے چلا گیا۔ میں بھی اس گڑھے کے گرد چند اینٹیں کھڑی کر کے واپس گھر آ گیا کہ اس حادثے کے بعد کہیں بھی جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

پیارے بچو! شرارتیں کرتے رہنا آپ کی زندگی کا حصہ ضرور ہے مگر یہ یاد رکھئے کہ شرارت ایسی ہونی چاہیے جس سے کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ آپ میں سے اکثر بچے کسی دوسرے گھر کی گھنٹی بجا کر بھاگ جاتے ہوں گے یا اس قسم کی دوسری شرارتوں میں اپنا وقت ضائع کرتے ہوں گے حالانکہ ایک مسلمان بچے کو ایسی کوئی بھی شرارت زیب نہیں دیتی۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان تو ہوتا ہی وہ ہے جو دوسروں کو تکلیف نہ دے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے اس کا مسلمان بھائی محفوظ ہو“

(صحیح بخاری: کتاب الایمان:10)

یہ حدیث بھی ہمیں اس بات کا درس دیتی نظر آتی ہے کہ ہم کوئی بھی بات یا کام ایسا نہ کریں جس سے ہمارے مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف پہنچے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھیں تو وہ بھی ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے اور ہر کسی کے دکھ درد میں شریک ہونے والے تھے۔ ایسا نہ تھا کہ ان کی وجہ سے کوئی دوسرا مسلمان کسی بھی قسم کی پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہو۔ ان کی اس کیفیت کو قرآن نے کچھ اس انداز سے بیان فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ .(الفتح:29)

محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ کفار پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں۔

اس لیے پیارے بچو! ہم ان تمام شرارتوں سے باز رہنا ہے جن سے کسی دوسرے مسلمان کو بھی معمولی سی بھی تکلیف پہنچے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔

(آمین)

بسم اللہ والا قرآن

کیا آپ نے قرآن پاک پڑھا ہوا ہے......؟ جی!
میں نے بسم اللہ والا قرآن پاک پڑھا ہوا ہے......!
ہیں......! یہ بسم اللہ والا قرآن کیا ہوتا ہے......؟
میں بہت حیران ہوا۔ پہلی مرتبہ سنا تھا کہ ''بسم اللہ والا قرآن''...... یہ کونسا قرآن مجید ہو سکتا ہے۔ بسم اللہ تو ہر قرآن مجید میں ہوتی ہے اور ہر صورت کے شروع میں بھی لکھی ہوتی ہے۔ میں نے یہی بات اس بھائی سے بھی کہی تو اس نے جواب دیا کہ وہ تو لکھی ہوتی ہے لیکن بسم اللہ والے قرآن مجید کا مطلب کچھ اور ہے۔
اچھا پھر آپ ہی بتا دیں اس کا مطلب کیا ہے۔ میں حیرانگی سے پوچھا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے قرآن کو اس طرح پڑھا ہے کہ میں اس پر انگلی پھیرتا تھا اور ہر لائن پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھتا رہا تھا...... اسی انداز میں میں پڑھتے ہوئے میں نے پورا قرآن پاک پڑھ لیا......
یہ قرآن پاک آپ کو کس نے پڑھایا ہے......؟
ہمارے قاری صاحب نے...... وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کو نہیں پڑھنا آتا تو آپ ہر لائن پر انگلی پھیریں...... آپ کو انگلی پھیرنے پر ہی ثواب ملے گا۔ ساتھ میں بسم اللہ پڑھتے جائیں......
یہ سب جان کر میرا ذہن تو حیران تھا اور ساتھ میں پریشان بھی کہ ہم نے قرآن پاک کو کیا بنا دیا ہے۔
بس کوشش کر کے ایک دفعہ پڑھ لیتے ہیں جو قاری صاحب ہمیں پڑھا دیتے ہیں خواہ وہ کسی بھی انداز میں کیوں نہ پڑھائیں۔ بھلے وہ بسم اللہ والا قرآن پاک ہی کیوں نہ ہو......!

پیارے بچو! آپ سکول تو روزانہ جاتے ہیں اور اس تعلیم کو بہت اہمیت بھی دیتے ہیں۔ لیکن کیا آپ قرآن پاک کی تعلیم کو بھی اہمیت دیتے ہیں کیونکہ عموماً بچے سکول کا تو یاد کر لیتے ہیں لیکن قرآن پاک کو کم دھیان دیتے ہیں۔ سکول کا امتحان ہو یا ٹیسٹ ہم بڑی توجہ سے اس کی تیاری کرتے ہیں لیکن اگر قرآن پاک کی بات ہو تو ہم اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔
جب کبھی دل کیا قرآن پاک پڑھ لیا وگرنہ قاری صاحب سے چھٹی لے لی یا اگر قاری صاحب گھر میں پڑھانے آتے ہیں تو ان کو کہہ دیا کہ آج ہم نے نہیں پڑھنا۔ وہ بے چارے اسی طرح واپس چلے جاتے ہیں۔
قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے لیے نازل کی ہے۔ تا کہ ہم اس کو پڑھیں اور اس میں غور و فکر کریں۔ لیکن ہم اس میں غور و فکر کرنا تو بعد کی بات ہے...... پڑھتے ہی نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں
أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا
"تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں؟ (محمد:24)
ہم میں سے ہر ایک سوچے کہ کیا ہم بھی ایسے تو نہیں ہیں یا ہم قرآن پاک میں غور کرتے ہیں۔
لیکن آپ تو یہ کہیں گے کہ ہم تو بچے ہیں اور ہم کیسے اس کو سمجھ سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی بات یہ ہے کہ آپ میں سے بہت سے ذہین بچے ایسے ہیں کہ جو قرآن پاک ترجمے کے ساتھ پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر کچھ بچے ہیں جو نہیں سمجھ سکتے تو وہ اس کی تلاوت ضرور شوق سے کریں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ
اور بلا شبہ یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا، تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟'' (سورہ القمر)
یعنی یہ ہمارے لیے آسان ہے۔ آپ سکول میں جاتے ہیں اور وہاں سائنس کا مشکل مضمون بھی پڑھتے ہیں۔ اسے سمجھتے بھی نہیں اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ لیکن جسے اللہ تعالیٰ آسان کہہ رہے ہیں اسے ہم پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا اب آپ نے جب بھی قرآن پاک پڑھنا ہے تو شوق کے ساتھ پڑھنا ہے۔ اگر قاری صاحب کے پاس جانا ہے تو بھی شوق کے ساتھ جانا ہے اور اسے سکول کی تعلیم سے زیادہ اہم سمجھنا ہے۔
وگرنہ یہ نہ ہو کہ ہم دنیاوی تعلیم تو حاصل کر لیں لیکن قرآن جس کا علم حاصل کرنا ہمارے لیے فرض ہے اس سے محروم ہی رہ جائیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(حذیفہ)

روضہ سوسائٹی رپورٹ

تقریری مقابلہ

12 ربیع الاول، جمعہ کا دن تھا۔ ہر طرف سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لب کشائی ہو رہی تھی۔ اسی طرح ہم نے بھی نونہالان اسلام کو "سیرت النبی ﷺ" کی اصل روح سے متعارف کروانے کے لیے اسی موضوع پر تقریری مقابلہ رکھا۔ یہ مقابلہ ہم نے علامہ اقبال پبلک سکول میں منعقد کیا۔ تقریری مقابلے کا وقت 9:30 طے ہوا۔

ہم وقت سے تھوڑا پہلے سکول پہنچ گئے اور تیاری کا جائزہ لیا۔ اتنے میں حافظ عرفان بھائی اور ارسلان بھائی بھی پہنچ گئے۔ کچھ ہی دیر میں مختلف سکولوں کے بچے بھی اساتذہ سمیت آ پہنچے۔ تقریری مقابلہ شروع ہوا تو آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ حافظ عرفان بھائی چونکہ کمپیئرنگ کر رہے تھے انہوں نے تلاوت کے لیے محمد عثمان اکرم بھائی کو اسٹیج پر بلایا۔ اس کے بعد نظم محمد انس نے پڑھی اور پھر تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مقابلے میں کل 9 سکولوں کے 22 بچے تھے۔

ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا...... اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ سب بچوں نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ ایک بچے نے انگلش میں سیرت کو بیان کر کے سب کو حیران کر دیا۔ اسی طرح 4th کلاس کی ایک بچی نے بھی تقریر کی۔

تمام مہمانوں اور بچوں کی ضیافت چائے اور مٹھائی سے کی گئی۔ اسی طرح تقریروں کا سلسلہ بھی اختتام کو پہنچا۔ اب تقریری مقابلے کا آخری مرحلہ تھا یعنی انعامات دینے کا۔ قبل اس کے کہ انعامات اور پوزیشنوں کا اعلان کیا جائے۔ اب میزبان سکول کے پرنسپل نبیل محمد سعید صاحب کو اپنے تاثرات بیان کرنے کے لیے اسٹیج پر بلایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں تقریری مقابلے میں شریک تمام طالبعلموں کے خیالات اور جذبات کو داد دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ خوش قسمت ہیں وہ والدین جن کے بچے سیرت النبی ﷺ پر لب کشائی کرتے ہیں۔

منصف ارسلان بھائی تھے۔ عرفان بھائی اور ارسلان بھائی کی مشاورت سے پوزیشنوں کا اعلان کیا گیا۔ مقابلہ سخت تھا اس لیے پوزیشنوں کی ترتیب میں کافی دقت ہو رہی تھی۔ آخر کار یہ فیصلہ بھی ہو گیا۔ چوتھی اور تیسری پوزیشن پر میزبان سکول سے حنین رضا اور عبد العزیز سکول سے حمزہ منور، دوسری پوزیشن پر سرسید سکول سے اسامہ فاروق رہے اور پہلی پوزیشن گورنمنٹ MC سکول کے ارسلان اشرف نے حاصل کی تھی۔ تمام پوزیشن ہولڈرز کو اسٹیج پر بلا کر انعامات سے نوازا گیا۔ انگلش تقریر کرنے والے بچے کو خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ 4th کلاس سے تقریر کرنے والی ایک بچی کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی، اسی دوران تمام بچوں میں روضۃ الاطفال بھی تقسیم کیا گیا۔ وقت چونکہ جمعے کا بھی ہو گیا تھا اس لیے تمام حاضرین مجلس کفارہ مجلس کی دعا پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔

(عمر دراز۔ اوکاڑہ)

رپورٹ مقابلہ جات

المحمدیہ سٹوڈنٹس گولارچی

المحمدیہ سٹوڈنٹس گولارچی کے زیر اہتمام گولارچی کے تمام سکولز میں ادبی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی سر عبد الخالق خاصخیلی پرنسپل گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول گولارچی، عثمان بھائی مسئول المحمدیہ سٹوڈنٹس جنوبی پنجاب اور طہ بھائی مسئول المحمدیہ سٹوڈنٹس ملتان، تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس پروگرام میں آٹھ سکولوں کے بچوں نے شرکت کی۔ جن میں شاہ عبد الطیف ہائی سکول، حرمین ہائیر سیکنڈری سکول، نیشنل سکول اینڈ کالج، نیو سٹی پبلک سکول، محمدیہ ہائی سکول، جعفر میموریل ہائی سکول، سندھ اکیڈمی پبلک سکول اور گورنمنٹ بوائز ہائیر سیکنڈری سکول شامل ہیں۔ حسن قرات میں پہلی پوزیشن محمدیہ ہائی سکول کے نوویں کلاس کے طالبعلم عبد الماجد نے لی۔ دوسری پوزیشن گورنمنٹ بوائز سکول کے طالبعلم شاکر علی جبکہ تیسری پوزیشن نیشنل ہائی سکول اینڈ کالج کے طالبعلم سید عدنان نے حاصل کی۔

اس کے علاوہ نظم کے مقابلے میں پہلی پوزیشن گورنمنٹ سکول کے طالبعلم محمد ماجد اور دوسری پوزیشن محمدیہ ہائی سکول کے طالبعلم محمد ذیشان اور حرمین سکول کے طالبعلم محمد حذیفہ نے حاصل کی جب کہ تیسری پوزیشن جعفر میموریل سکول کے طالبعلم محمد فیصل نے حاصل کی۔ پروگرام کا تقریری سیکشن شروع ہوا جس میں اردو، سندھی اور انگریزی کی تقاریر شامل تھیں۔ اردو اور سندھی کا عنوان ایک ہی تھا "پاکستان کا نظام تعلیم اور درپیش مسائل کا حل"۔ اردو تقاریر میں اول محمدیہ ہائی سکول کے طالبعلم کلیم اللہ، دوم شاہ عبد الطیف سکول کے طالبعلم ذوہیب ستار جبکہ سوم پوزیشن گورنمنٹ سکول کے طالبعلم تنویر حسن نے حاصل کی۔ سندھی تقاریر میں اول محمدیہ ہائی سکول کے طالبعلم نواز علی، دوم نیشنل سکول کے طالبعلم عبد الجبار جبکہ تیسری پوزیشن جعفر میموریل ہائی سکول کے طالبعلم علی رضا نے حاصل کی۔ پھر انگلش تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا جس میں طلباء نے بہت اچھی کارکردگی دکھائی اور اس میں اول نیو سٹی سکول کے طالبعلم اسد الرحمٰن ہاشمی اور دوم محمدیہ سکول کے طالبعلم محمد نعمان اور شاہ عبد الطیف سکول کے طالبعلم محمد اسامہ مدثر نے حاصل کی۔

(محمد اسامہ مدثر بن محمد امین شاکر۔ گولارچی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ پانچ سالہ بدوی زندگی بسر کرنے کے بعد اپنی والدہ کے پاس شہر میں آگئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی والدہ کا سایہ بھی آپ ﷺ کے سر سے اٹھ گیا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب نے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ عبد المطلب کو بھی آپ ﷺ کے اخلاق کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت تھی۔ گوان کے اور بھی بہت سے پوتے تھے لیکن وہ آپ کو ہی زیادہ چاہتے تھے۔ بیت اللہ کی اس مسند پر جس پر ان کے ساتھ کوئی نہیں بیٹھ سکتا تھا اگرچہ وہ ان کا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو مگر وہ نبی ﷺ کو اس پر بیٹھنے سے منع نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات آپ ﷺ کو اپنے کاندھوں پر بٹھا کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ کی عمر سات برس تھی۔ آپ کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ بہت علاج کیے گئے مگر کسی دوا سے آرام نہ ہوا۔ ایک دن عبد المطلب سے کسی نے کہا کہ عکاز بازار کے قریب ایک راہب رہتا ہے اگر آپ اپنے عزیز کو اس کے پاس لے جائیں تو اس کے علاج سے ان کی آنکھیں ضرور اچھی ہو جائیں گی۔

عبد المطلب بہت خوش ہوئے اور دوسرے ہی دن آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر راہب کے پاس چل دیئے۔ رات کو وہاں پہنچے تو راہب کے گھر کا دروازہ بند تھا۔ آس پاس کے رہنے والوں سے پوچھا: راہب کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ راہب ہے تو یہاں مگر اب دروازہ نہیں کھلے گا کیونکہ وہ ایک سال متواتر مکان کے اندر بند رہتا ہے اور بالکل باہر نہیں آتا۔

ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ راہب کے مکان میں زلزلہ آگیا، دیواریں تھرتھرائیں، چھت لرزی اور راہب بے تاب ہو کر باہر کی طرف بھاگا اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب اس کی نگاہ نبی ﷺ پر پڑی تو پاس آیا اور عبدالمطلب سے یوں گویا ہوا:

کیا یہ صاحبزادہ آپ کا ہی ہے؟ آپ اسے یہاں کیوں لائے ہیں؟

عبد المطلب بولے: ''ہاں! یہ میرا پوتا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، سنا ہے کہ تم آنکھوں کا بہت اچھا علاج کرتے ہو۔''

راہب بولا: وائے آپ کی عقل پر، آپ طبیب کو مریض کے پاس، مقدس کو گناہگار کے پاس اور شفائے عالم کو مریض مجسم کے پاس لائے ہیں۔

اے عبد المطلب! میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا عبادت کر رہا تھا کہ یکا یک سارا مکان لرز گیا۔ میں باہر نہ آتا تو خطرہ تھا کہ دب کر مر جاتا۔ یہ صاحبزادہ بڑے جاہ و جلال و بلند مرتبے والا ہوگا۔ یہ نبی آخر الزماں ﷺ ہے اس کے چہرے سے نور ٹپک رہا ہے۔ اسے یہودیوں سے بچاؤ۔ وہ کم بخت اگر اسے دیکھ پائیں تو اس کی جان کے دشمن ہو جائیں گے۔

جاؤ! اور اس کا منہ شفا کا سرچشمہ ہے، اسی کا لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگاؤ اور قدرت کا سرچشمہ دیکھو۔

عبد المطلب بیان کرتے ہیں کہ واپس آکر میں نے آپ ﷺ کا لعاب دہن آپ کی آنکھوں پر لگایا صبح کو جو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں بالکل اچھی تھیں۔

(ابوبکر، عمر فاروق۔ سرگودھا)

بوجھو تو جانیں

عبادت، واقعہ، عہد، طبیب
اخلاق، طواف، کعبہ

ق	ع	ب	ا	د	ت	ۃ	ی
گ	د	د	ط	و	ا	ف	ک
ا	خ	ل	ا	ق	ک	ج	ق
ز	و	ھ	و	ا	ق	ع	ہ
ک	ع	ب	ہ	م	گ	ف	س
ھ	ع	ہ	د	ن	و	ش	ر
ش	و	ب	ط	ب	ی	ب	گ

پزل گیم

نیچے دی گئی تصویر کے تمام حصوں کو کاٹ کر علیحدہ کرلیں اور دی ہوئی تصویر کے مطابق مکمل کر کے اس کے نمبرز کی ترتیب ہمیں ارسال کریں۔

درست ترتیب ارسال کرنے والوں میں قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

درست پزل بھیجنے والوں کے نام

محمد یٰسین، ساہیوال۔ رانا حبیب الرحمٰن، چونیاں۔ شعیب اسلم، ساہیوال۔ اخت ابوطٰہ محمد جرار، نوشہر۔ صہیب عاصم، گوجرانوالہ۔ محمد عباس، ساہیوال۔ محمد سرور، خانیوال۔ عرفان احمد، پتوکی۔ بشیر احمد، پتوکی۔ محمد راشد، پتوکی۔ عائشہ محمد، کراچی۔ انس رشید، ملتان۔ ام حبیبہ عبدالغفار، فیصل آباد

الخالد ٹینک

الخالد پاکستانی فوج کا نیا اور جدید ترین ٹینک ہے۔ یہ 400 کلومیٹر دور تک جاسکتا ہے۔ اس کے اندر ایک 1200 hp کا انجن نصب ہے۔ 70 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتا ہے اور اس میں 3 فوجی ہوتے ہیں۔

شمارہ 137 کے انعام یافتگان

پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام
عبدالباسط جٹ	حبیب اسلم	مایا عندلیب
فیصل آباد	خانیوال	ٹوبہ ٹیک سنگھ

ماسٹر ابو وقار عبدالرزاق شہید رحمہ اللہ

کچھ باتیں وادی کی

تقریباً چالیس سال اس کی عمر تھی۔ دیکھنے میں تو ایسا لگتا تھا کہ وہ بڑھاپے کو پہنچنے والا ہے مگر جسامت اور حوصلے کے لحاظ سے وہ ابھی بوڑھا نہیں ہوا تھا۔ اس کے جذبات بالکل جوانوں جیسے تھے۔ تھا تو وہ ایک سرکاری سکول کا ٹیچر لیکن جہاد کے جذبے نے اسے دیوانہ بنا دیا تھا۔ اس کی توجہ تعلیم پر کم تھی اور بھرپور توجہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر تھی۔ اس کے شب و روز اسی خیال میں گزرتے تھے کہ مسلمانوں کی مدد کس طرح ہوگی؟ مسلمانوں کی مدد کیسے کی جائے گی؟ کیا آج کے دور میں محمد بن قاسم جیسا کوئی نہیں؟ جو آ کر مسلمانوں کی مدد کرے اور کفار کے خلاف جہاد کرے۔ اکثر اس کے گھر والے اسے پریشان دیکھ کر اس سے سوال کرتے۔ عبدالرزاق کیا مسئلہ ہے؟ بیمار ہو یا سکول میں کوئی پریشانی ہے؟ عبدالرزاق کو کوئی اور مسئلہ یا پریشانی سکول سے ہوتی تو بتاتا۔ وہ تو صرف ایک بات ہی کرتا تھا کہ کشمیر میں ہونے والے مظالم، بھارتی غنڈوں کی دہشتگردی، معصوم جانوں کا بے رحمی سے قتل، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا بے رحمانہ قتل عام، وہ ہر وقت سوچتا تھا کہ ان سب کی روک تھام کون کرے گا۔ میڈیا پر آئے روز آنے والی خبریں اسے پریشان اور اداس کر دیتی تھیں۔

ایک دن عبدالرزاق گھر سے سکول جانے کے لیے نکلا۔ قریب والی دکان پر اس نے خبر پڑھی کہ آج بھارتی غنڈوں نے کشمیر کے علاقے سوپور میں ظلم کی انتہا کر دی۔ ظلم اتنا کیا کہ لوگوں سے برداشت نہ ہو سکا۔ بھارت کے یہ غنڈے سوپور کی وادی میں لوگوں کی گھروں میں گھس گئے۔ عورتوں پر ظلم کیا، ان کی بے حرمتی کی اور بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ چار بوڑھوں کو شدید سردی میں ننگے پاؤں کھڑے کیے رکھا۔ ظلم کی ایسی داستانیں پڑھ کر عبدالرزاق سے صبر نہ ہو سکا۔ اس نے سکول سے چھٹیاں مانگی لیکن چھٹی زیادہ ہونے کی وجہ سے چھٹی نہ ملی۔ عبدالرزاق سکول جاتا رہا۔ ایک دن اس نے پتہ نہیں کیا درخواست لکھی کہ اسے سکول سے ایک سال کی چھٹی مل گئی۔ اس چھٹی کا مقصد جہاد کے میدانوں کا رخ کرنا تھا۔ اب ابو وقار عبدالرزاق نے معرکے کے لیے دشمن کے علاقے کا سفر شروع کیا۔ تقریباً چھ ماہ تک دشمن سے برسرپیکار رہے۔ کئی بار انہوں نے دشمن کے دانت کھٹے کیے۔ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے تمام لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

عبدالرزاق ایک دن کسی خاص کام سے ایک علاقے کا سفر کر رہے تھے کہ راستے میں بزدل رجمنٹ سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ آمنے سامنے کی لڑائی میں بھارتی غنڈوں کا کافی نقصان ہوا مگر ان کے میڈیا نے صرف ایک افسر اور تین فوجیوں کے ہلاک ہونے کی خبر دی۔ اس معرکے میں ماسٹر ابو وقار عبدالرزاق شہید ہو کر اللہ کے ہاں جنتوں کے مہمان بن گئے۔ معرکے کے دوران گولی ان کی شہ رگ پر لگی اور اسی جگہ پر جام شہادت نوش کر گئے۔ ان شاء اللہ

میری تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ جو بھائی شہید ہو گئے ہیں ان کے لیے اپنے رب سے بہت دعا کیا کریں۔ اللہ ان کو جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو شہادت جیسی عظیم موت سے نوازے۔

(آمین)

(جاوید اقبال)

ضروری بات!

ہمارے پاس ان بچوں کے انعامات موجود ہیں لیکن ان کے گھر کا مکمل پتہ نہیں ہے۔ لہٰذا جلد سے جلد روضۃ الاطفال کے نمبر پر رابطہ کریں اور اپنا مکمل پتہ فراہم کریں تاکہ انہیں انعامات روانہ کیے جا سکیں۔

ابوبکر صدیق ولد عمر فاروق۔ حمزہ درانی۔ علی حسن سمبڑیال۔ محمد عرباض، وزیرآباد۔ عثمان بن محمد۔ عروسہ کرن بٹ، عبدالحکیم۔ حذیفہ عنایت، میانوالی۔ عمر، ک شمور سندھ۔ عائشہ علی اعوان بنت غضنفر علی اعوان

......السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب ایڈیٹر بھیا! کیسے ہیں آپ؟ کیا کہا؟ تھکاوٹ!!! کوئی بات نہیں! تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے تو پھر کیا ہوا؟ آپ تو سعادت مند ہیں کہ جنہیں رب کا دین پھیلاتے پھیلاتے تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ ذاتی مفاد حاصل کرتے تھکاوٹ تو بہت سے لوگوں کو محسوس ہوتی ہے۔ مگر رب رحمان کو راضی کرتے ہوئے، دین برحق کو پھیلاتے ہوئے تھکاوٹ ہونا تو خوش قسمتی ہے۔ (جزاک اللہ) اب ایک مشورہ ہے کہ کوئی ایسا سلسلہ شروع ہونا چاہیے جس کے اندر قارئین اپنی زندگی کا کوئی انوکھا واقعہ لکھ کر بھیجیں۔ جو کہ باقی قارئین کے لیے سبق آموز بھی ہوگا اور دلچسپی کا باعث بھی بنے گا۔ امید ہے آپ ہمارے مشورے کو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر نہیں کریں گے۔ والسلام

(حافظ عثمان آصف۔ الحافظ ٹاؤن، لاہور)

☆ آپ کے مشورے پر جلد عمل ہوگا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

......السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

شروع کرتے ہیں ہم اللہ کے نام کے ساتھ...... سب سے اعلیٰ و ارفع ہے جس کی ذات...... بعد اس کے کرتے ہیں ہم حال آپ کے دریافت...... امید ہے کہ خیر و عافیت سے گزر رہے ہوں گے آپ کے اوقات...... زندہ رکھے اللہ سب مسلمانوں کو امن وامان کے ساتھ...... کرسی پر بیٹھ کر لگائے ہوئے ہوں گے تحاریر پر گھات...... تا کہ علیحدہ کر دیں غیر معیاری تحریر ہاتھوں ہاتھ.......... اب کرتے ہیں روضہ کے شمارہ نمبر 137 پر ہم کچھ بات...... ویسے تو پہلے کی طرح ہی ہو رہی ہے اس میں عمدہ تحاریر کی برسات...... مگر پڑھی ہم نے قرآن و حدیث کے بعد پہلی بات...... گلدستہ روضہ کی تو کیا ہی تھی بات...... چنے گئے تھے رنگا رنگ پھول جس میں عمدہ طریقے کے ساتھ...... پزل گیم میں جیسے ہی ہم نے پاکستانی ڈرون کے کیے مشاہدات...... برس پڑی ہمارے دل میں خوشی کی ایسی برسات...... جیسے پاکستانی ڈرون کی خبر سنتے ہی کپکپا گئے ہوں ہند کے سومنات...... تجربہ نے متوجہ کیا اپنی طرف بعد از آدھی ملاقات...... اب اجازت کے طلبگار ہیں آپ کو ایک تجویز دینے کے ساتھ...... اسی تجربے پر عمل کر کے تیار رکھیں گے گیس اپنے پاس...... اور بجھا دیا کریں ٹوکری کے پیٹ کی وہ آگ گیس کے ساتھ...... جو بنا دیتی ہے قارئین کی تحاریر کو راکھ (گر بجھ گئی یہ آگ...... اندیشہ ہے کہ معیار ہو جائے گا خراب......) حبیب اللہ کی جانب سے سب کو والسلام ورحمۃ اللہ وبرکات......

(حبیب اللہ کراچی)

☆☆☆☆☆

......السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

معزز قارئین اور ایڈیٹر بھیا! ہمارے ماضی نے بھی ہمیں کاغذ قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ میں آپ کو اپنے خوبصورت یادوں کی سیر کرواتا ہوں۔ یہ تقریباً سال 2010 کے ابتداء کی بات ہے جب میں نے ایک اپنے دوست کے ہاتھ میں روضۃ الاطفال دیکھا تو ایک مرتبہ غصہ آیا پھر میں اسے کہنے لگا! یار یہ کیا ''بلا'' ہے؟ تو دوست نے جواب دیا: اس کو پڑھ کے تو دیکھ تو میں نے اس سے لے کر پڑھا تو دل کو ایسی تسکین ملی کہ اس نے اپنے اندر ضم کر کے رکھ دیا۔ ان دنوں کچھ یوں ہوتا تھا کہ ایک شمارہ ملتا تو ڈھیروں غائب ہوتے۔ جس سے پڑھنے کا مزہ تسلی بخش تھا۔ اکثر جب روضہ گھر آتا تو گھر والے ٹوکنا شروع کر دیتے کہ سکول کا پڑھنا نہیں ہوتا جو سارا لے پڑھتے رہتے ہو امتحان نزدیک ہیں۔ تب ہمارے پیپر دسمبر میں ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے مسلسل ڈیڑھ دو سال تک رسالہ پڑھا اور پھر اس کا لکھاری بننے کا سوچنے لگا تو خیال آیا کہ ہم تو ابھی بچے ہیں۔ چھوڑ واس کام کو۔ لیکن سوچوں کو چھوڑ چھاڑ کر لکھنا شروع کر دیا۔ مگر ہماری تحریر شائع نہ ہوئی۔ پھر بھی ہم نے ہمت نہ ہاری اور خود روضہ کے دفتر پہنچ گئے جب دیکھا تو ایڈیٹر بھیا روضہ ترتیب دے رہے تھے۔ جلسی جلسی کچھ لکھ کر انہیں شائع کرنے کی تلقین کی۔ یہ غالباً مارچ 2012 کی بات ہے جب میری پہلی نظم ''بچے'' کے نام سے شائع ہوئی تو بہت خوشی ہوئی اور ایڈیٹر بھیا کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔ روضۃ الاطفال سے اب ہم محبت کر چکے تھے یہ وہ واحد میگزین ہے جس کے ساتھ اتنی محبت ہے۔ اچھا اب اجازت چاہوں گا۔ والسلام

(حمزہ حازم محمد عبداللہ۔ لاہور)

☆☆☆☆☆

......السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

محترم ایڈیٹر بھیا! یقیناً آپ خیریت و عافیت ہوں گے۔ اب آپ کہیں گے ہمیں اتنا یقین کیوں ہے۔ آپ کی خیریت کے بارے میں تو وجہ یہی ہے کہ روضہ کے تمام قارئین آپ کی صحت کے لیے دعا مانگتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا رد نہیں کرتے خاص طور پر بچوں کی۔ سمجھ گئے نا آپ ہمارے یقین کا سبب۔ (جی بالکل......) اب آتے ہیں روضہ کی طرف تو شمارہ نمبر 137 اتوار کو ظہر اور عصر کے درمیان ملا تمام تحاریر زبردست تھیں۔ آدھی ملاقات میں حافظ عرفان بھائی نے جس مشورے سے نوازا ہے اس پر عمل مت کیجئے گا ورنہ ٹوکریوں کے ساتھ آپ بھی چوری ہو جائیں گے آگے آپ کی مرضی پھر نہ کہنا ''دسیا نئی'' (لو جی! مل گئے ہماری ٹوکری کے چور......)۔ بھائی ''بچپن ان شہیدوں کا'' سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے کیا؟ (نہیں...... وہ بھی آتا رہے گا)

عربی سیکھیئے اچھا سلسلہ تھا وہ کیوں ختم کیا ہے دوبارہ شروع کر دیں۔ اچھا جی اب اجازت دیں ''خط لمبا ہے'' کہہ کر ردی کی ٹوکری صاحبہ کے حوالے نہ کیجئے گا ورنہ ہم رو دیں گے۔ (سنبھال لیں اب اپنے آنسو......!)

اللہ تعالیٰ روضہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

(ثاقب منیر، عاقب منیر L15/96)

اللہ کی راہ میں تلوار نکالنے والا پہلا شخص

مکہ مکرمہ میں حق و باطل کی کشمکش انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ نبی ﷺ گلی گلی، بستی بستی یہ پیغام پہنچا رہے تھے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ تم جن کی عبادت کرتے ہو سب لاچار و عاجز ہیں۔ اس پیغام حق کے خلاف تمام مشرک متحد ہو گئے تھے۔

یہاں تک کہ وہ لوگ نبی ﷺ کے خون کے پیاسے ہو گئے تھے۔ مشرکین کا کہنا تھا محمد ﷺ اپنے رب کی پوجا جیسے چاہیں کریں لیکن ہم جن کو پوجتے ہیں ان کی نفی نہ کریں۔ ہمارے معبودوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت نہ ڈالیں۔ آخر جب نبی ﷺ اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے سے نہ رکے تو یہ مشرک لوگ آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ ادھر مسلمانوں کو بھی ہر وقت اللہ کے رسول ﷺ کی جان کی فکر لگی رہتی تھی۔

ایک دن یہ پریشان کن خبر پورے مکہ میں پھیل گئی کہ محمد ﷺ کو گرفتار کر لیا گیا ہے یا قتل کر دیا گیا ہے۔ اس خبر نے اہل اسلام کو تڑپا کے رکھ دیا۔ لوگ مختلف قیاس آرائیاں کرنے لگے۔

کوئی کہتا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ابو طالب زندہ ہیں اور بنو ہاشم کی تلواریں ابھی کند نہیں ہوئیں۔ ہاشمی انتقام لینے کا ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ ایک نوجوان گھر سے نکلا، جس کو رسالت مآب ﷺ سے بے حد محبت تھی اور اس کی کئی نسبتیں محمد ﷺ سے تھیں۔

1۔ یہ سرور عالم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند تھے اور رشتے میں نبی ﷺ اس نوجوان کے ماموں زاد بھائی بھی تھے۔

2۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی ابکر رضی اللہ عنہا اس نوجوان سے بیاہی گئی تھیں۔ اس لحاظ سے وہ آپ ﷺ کے ہم زلف تھے۔

جب انہوں نے یہ خبر سنی تو تڑپ اٹھے۔ جوش انتقام میں تلوار میان سے نکالی، جلدی سے اٹھ کر گھر سے نکلے اور مکہ کی گلیوں میں کود گئے۔ ان کا رخ نبی ﷺ کے گھر کی طرف تھا۔ غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ تیز قدموں سے چلتے ہوئے امام الانبیاء کے مکان کے پاس پہنچ گئے۔ ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب سید کونین کو خیر و عافیت سے اپنے مکان میں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جانثار کو اس حالت میں دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: کہو بھائی! خیریت تو ہے آج ننگی تلوار لیے کیسے آ رہے ہو؟ انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے سنا تھا کہ آپ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے یا آپ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا تو یہ بات تھی۔ اے نوجوان اگر واقعی ایسی بات ہوتی تو تم کیا کرتے؟

اس جانثار نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو اللہ کی قسم میں اہل مکہ سے لڑ مرتا۔ یہ جواب سن کر سرور عالم ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

یہ نوجوان سیدنا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے۔

نبی ﷺ نے اس نوجوان اور اس کی تلوار کو دعا دی۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار میان سے نکالی۔

(وسیم صابر۔ جوڑہ، قصور)

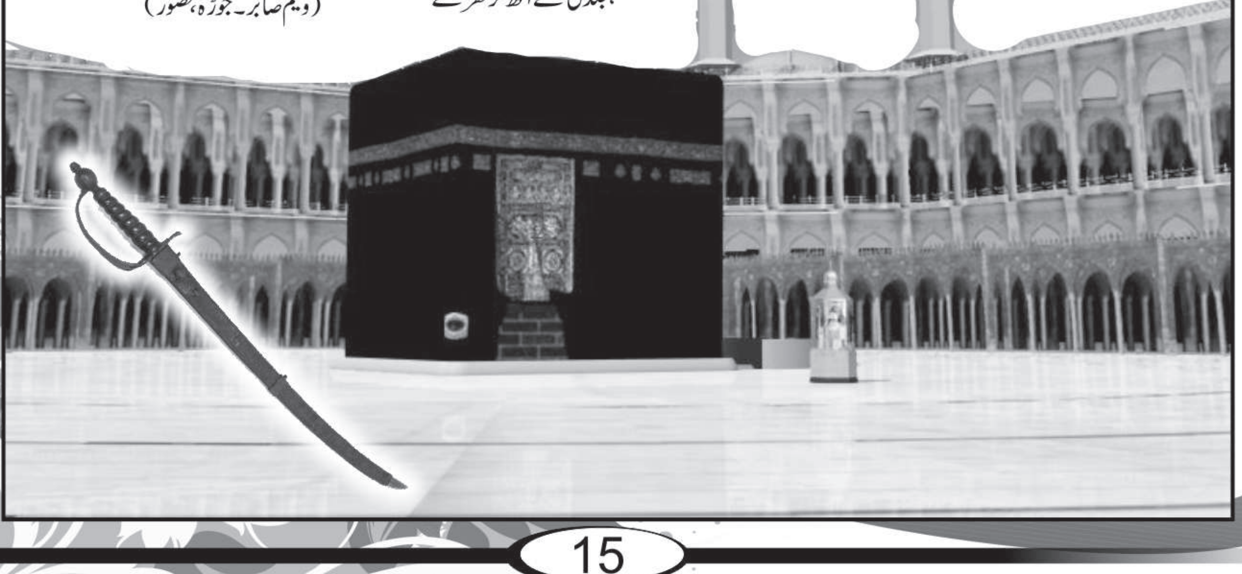

ہوا میں اچھلتی گیند

ساجد الرحمٰن

پیارے بچو!

آپ نے فضا میں صرف ہوا کے زور سے اچھلتی کودتی گولیاں دیکھی ہوں گی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ وہ گرتی بھی نہیں ہیں۔ فضا میں ہی اچھلتی کودتی رہتی ہیں۔

آئیں تجربہ شروع کرتے ہیں۔ اس کے لیے بہت زیادہ سامان اکٹھا نہیں کرنا پڑے گا۔ صرف ایک نالی اور ایک کانچ کی گولی کی ضرورت سے نالی کی جگہ مارکر کا خالی خول استعمال کر سکتے ہیں۔

سب سے پہلے لیٹ جائیں اور نالی کا رخ بالکل سیدھا رکھیں اب گولی نالی کے سرے پر رکھ کے نالی میں پھونک ماریں۔ پھول مارنے سے گولی اوپر اٹھے گی۔ اگر آپ متوازن پریشر کے ساتھ پھونک ماریں گے تو گولی اچھلتی کودتی رہے گی اور گرے گی بھی نہیں جونہی پھونک ختم ہو جائے گی تو گولی گر جائے گی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نالی سے ہوا خارج ہوتے ہی گولی کو چاروں طرف سے برابر زور لگا رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے گولی اوپر اچھلتی کودتی نظر آتی ہے اور گرتی بھی نہیں۔

لیکن جونہی پھونک ختم ہوگی تو چاروں طرف سے گولی پر پریشر ختم ہو جائے گا اور گولی گر جائے گی۔